

(۳۱)

”کفر“ بھی چار ستونوں پر قائم ہے: حد سے بڑھی ہوئی کاوش، جھگڑا لوپن، کج روی اور اختلاف۔

تو جو بے جا تعمق و کاوش کرتا ہے وہ حق کی طرف رجوع نہیں ہوتا، اور جو جہالت کی وجہ سے آئے دن جھگڑے کرتا ہے وہ حق سے ہمیشہ اندھا رہتا ہے، اور جو حق سے منہ موڑ لیتا ہے وہ اچھائی کو برائی اور برائی کو اچھائی سمجھنے لگتا ہے اور گمراہی کے نشہ میں مدہوش پڑا رہتا ہے، اور جو حق کی خلاف ورزی کرتا ہے اس کے راستے بہت دشوار اور اس کے معاملات سخت پیچیدہ ہو جاتے ہیں اور بچ کے نکلنے کی راہ اس کیلئے تنگ ہو جاتی ہے۔

”شک“ کی بھی چار شاخیں ہیں: کٹھجبتی، خوف، سرگردانی اور باطل کے آگے جہیں سائی۔

چنانچہ جس نے لڑائی جھگڑے کو اپنا شیوہ بنا لیا اس کی رات کبھی صبح سے ہمکنار نہیں ہو سکتی، اور جس کو سامنے کی چیزوں نے ہول میں ڈال دیا وہ الٹے پیر پلٹ جاتا ہے، اور جو شک و شبہ میں سرگرداں رہتا ہے اسے شیاطین اپنے پنہوں سے روند ڈالتے ہیں، اور جس نے دنیا و آخرت کی تباہی کے آگے تسلیم خم کر دیا وہ دو جہاں میں تباہ ہوا۔

سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ: ہم نے طوالت کے خوف اور اس خیال سے کہ اصل مقصد جو اس باب کا ہے فوت نہ ہو، بقیہ کلام کو چھوڑ دیا ہے۔

(۳۲)

نیک کام کرنے والا خود اس کام سے بہتر اور برائی کا مرتکب ہونے والا خود اس برائی سے بدتر ہے۔

(۳۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

الْكُفْرُ عَلَى أَرْبَعِ دَعَائِمَ: عَلَى التَّعَتِّقِ، وَ التَّنَائِعِ، وَ الرَّيْغِ، وَ الشَّقَاقِ.

فَمَنْ تَعَتَّقَ لَمْ يُنِبْ إِلَى الْحَقِّ، وَ مَنْ كَثَرَ نِزَاعَهُ بِالْجَهْلِ دَامَ عَمَاهُ عَنِ الْحَقِّ، وَ مَنْ زَاغَ سَاءَتْ عِنْدَهُ الْحَسَنَةُ وَ حَسُنَتْ عِنْدَهُ السَّيِّئَةُ وَ سَكِرَ سَكْرَ الضَّلَالَةِ، وَ مَنْ شَاقَّ وَ عَرَّتْ عَلَيْهِ طُرْفُهُ وَ أَعْضَلَ عَلَيْهِ أَمْرُهُ وَ ضَاقَ عَلَيْهِ مَخْرَجُهُ.

وَ الشُّكُّ عَلَى أَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلَى التَّنَارِجِ، وَ الْهُولِ، وَ التَّرَدُّدِ، وَ الْإِسْتِسْلَامِ.

فَمَنْ جَعَلَ الْمِرَاءَ دَيْدِنًا لَمْ يُصْبِحْ لَيْلَهُ، وَ مَنْ هَالَهُ مَا بَيْنَ يَدَيْهِ نَكَصَ عَلَى عَقْبَيْهِ، وَ مَنْ تَرَدَّدَ فِي الرَّيْبِ وَ طَيَّبَتْهُ سَنَابِكُ الشَّيْطَانِ، وَ مَنْ اسْتَسْلَمَ لِهَلَكَةِ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ هَلَكَ فِيهِمَا.

قَالَ الرَّضِيُّ: وَ بَعْدَ هَذَا كَلَامُهُ تَرَكْنَا زِكْرَهُ خَوْفَ الْإِطَالَةِ وَ الْخُرُوجِ عَنِ الْعَرَضِ الْمَقْصُودِ فِي هَذَا الْبَابِ.

(۳۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

فَاعِلُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِنْهُ، وَ فَاعِلُ الشَّرِّ شَرٌّ مِنْهُ.

(۳۳)

سخاوت کرو، لیکن فضول خرچی نہ کرو، اور جزیسی کرو مگر بخل نہیں۔

(۳۴)

بہترین دولت مند یہ ہے کہ تمناؤں کو ترک کرے۔

(۳۵)

جو شخص لوگوں کے بارے میں جھٹ سے ایسی باتیں کہہ دیتا ہے جو انہیں ناگوار گزریں تو پھر وہ اس کیلئے ایسی باتیں کہتے ہیں کہ جنہیں وہ جانتے نہیں۔

(۳۶)

جس نے طول طویل امیدیں باندھیں اس نے اپنے اعمال بگاڑ لئے۔

(۳۷)

امیر المؤمنین علیؑ سے شام کی جانب روانہ ہوتے وقت مقام انبار کے زمینداروں کا سامنا ہوا تو وہ آپؑ کو دیکھ کر پیادہ ہو گئے اور آپؑ کے سامنے دوڑنے لگے۔ آپؑ نے فرمایا:

یتم نے کیا کیا؟

انہوں نے کہا کہ: یہ ہمارا عام طریقہ ہے جس سے ہم اپنے حکمرانوں کی تعظیم بحال لاتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا:

خدا کی قسم! اس سے تمہارے حکمرانوں کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچتا۔ البتہ تم اس دنیا میں اپنے کو زحمت و مشقت میں ڈالتے ہو اور آخرت میں اس کی وجہ سے بدبختی مول لیتے ہو۔ وہ مشقت کتنی گھاٹے والی ہے جس کا نتیجہ سزائے اخروی ہو، اور وہ راحت کتنی فائدہ مند ہے جس کا نتیجہ دوزخ سے امان ہو۔

(۳۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

كُنْ سَخِيًّا وَلَا تَكُنْ مُبَذِّرًا، وَكُنْ مُقَدِّرًا وَلَا تَكُنْ مُقْتَرًا.

(۳۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

أَشْرَفُ الْغِنَى تَرْكُ الْبُغْيِ.

(۳۵) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ أَسْرَعَ إِلَى النَّاسِ بِمَا يَكْرَهُونَ، قَالُوا فِيهِ مَا لَا يَعْلَمُونَ.

(۳۶) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ أَطَالَ الْأَمَلَ أَسَاءَ الْعَمَلِ.

(۳۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

وَ قَدْ لَقِيَهُ عِنْدَ مَسِيرِهِ إِلَى الشَّامِ دَهَاقِيْنُ الْأَثْبَارِ فَتَرَجَّلُوا لَهُ وَ اسْتَدُّوا يَدَيْهِ، فَقَالَ:

مَا هَذَا الَّذِي صَنَعْتُمُوهُ؟

فَقَالُوا: خُلِقْنَا مِنْ نُحْطٍ بِهِ أُمَرَاءُنَا، فَقَالَ:

وَاللَّهِ! مَا يَنْتَفِعُ بِهَذَا أَمْرًاؤُكُمْ، وَ إِنَّكُمْ لَتَتَشَقُّونَ بِهِ عَلَى أَنْفُسِكُمْ فِي دُنْيَاكُمْ، وَ تَشَقُّونَ بِهِ فِي آخِرَتِكُمْ، وَ مَا أَحْسَرَ الْمَشَقَّةَ وَ رَأَاهَا الْعِقَابُ، وَ أَرْبَحَ الدَّعَةَ مَعَهَا الْأَمَانُ مِنَ النَّارِ.

(۳۸)

اپنے فرزند حضرت حسن علیہ السلام سے فرمایا:

مجھ سے چارا اور پھر چار باتیں یاد رکھو، ان کے ہوتے ہوئے جو کچھ کرو گے وہ تمہیں ضرور نہ پہنچائے گا:

سب سے بڑی ثروت عقل و دانش ہے، اور سب سے بڑی ناداری حماقت و بے عقلی ہے، اور سب سے بڑی وحشت غرور و خود بینی ہے، اور سب سے بڑا جوہر ذاتی حسن اخلاق ہے۔

اے فرزند! بیوقوف سے دوستی نہ کرنا، کیونکہ وہ تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے گا تو نقصان پہنچائے گا، اور بخیل سے دوستی نہ کرنا، کیونکہ جب تمہیں اس کی مدد کی انتہائی احتیاج ہوگی وہ تم سے دور بھاگے گا، اور بدکردار سے دوستی نہ کرنا، ورنہ وہ تمہیں کوڑیوں کے مول بیچ ڈالے گا، اور جھوٹے سے دوستی نہ کرنا، کیونکہ وہ سراب کے مانند تمہارے لئے دور کی چیزوں کو قریب اور قریب کی چیزوں کو دور کر کے دکھائے گا۔

(۳۹)

مستحبات سے قرب الہی نہیں حاصل ہو سکتا جبکہ وہ واجبات میں سدراہ ہوں۔

(۴۰)

عقل مند کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہے اور بے وقوف کا دل اس کی زبان کے پیچھے ہے۔

سید رضیؒ کہتے ہیں کہ: یہ جملہ عجیب و پاکیزہ معنی کا حامل ہے۔ مقصد یہ ہے کہ عقلمند اس وقت زبان کھولتا ہے جب دل میں سوچ بچار اور غور و فکر سے نتیجہ اخذ کر لیتا ہے۔ لیکن بے وقوف بے سوچے سمجھے

(۳۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا بِنِّهِ الْحَسَنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ:

يَا بَنِيَّ! احْفَظْ عَنِّي اَرْبَعًا وَ اَرْبَعًا، لَا يَضُرُّكَ مَا عَمِلْتَ مَعَهُنَّ:

اِنَّ اَغْنَى الْغِنَى الْعَقْلُ، وَ اَكْبَرَ الْفَقْرِ الْخُمُقُ، وَ اَوْحَشَ الْوَحْشَةِ الْعُجْبُ، وَ اَكْرَمَ الْحَسَبِ حُسْنُ الْخُلُقِ.

يَا بَنِيَّ! اِيَّاكَ وَ مَصَادَقَةَ الْاَحْمَقِ، فَاِنَّهُ يُرِيدُ اَنْ يَنْفَعَكَ فَيَضُرُّكَ، وَ اِيَّاكَ وَ مَصَادَقَةَ الْبَخِيلِ، فَاِنَّهُ يَفْعُدُ عَنكَ اَحْوَجَ مَا تَكُونُ اِلَيْهِ، وَ اِيَّاكَ وَ مَصَادَقَةَ الْفَاجِرِ، فَاِنَّهُ يَبِينُكَ بِالتَّافِهِ، وَ اِيَّاكَ وَ مَصَادَقَةَ الْكِدَّابِ، فَاِنَّهُ كَالسَّرَابِ: يُقَرِّبُ عَلَيْكَ الْبَعِيدَ، وَ يَبْعِدُ عَلَيْكَ الْقَرِيبَ.

(۳۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَا قُرْبَةَ بِالتَّوَافِلِ اِذَا اَضْرَبَتْ بِالْفَرَائِضِ.

(۴۰) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِسَانُ الْعَاقِلِ وَرَأَى قَلْبِهِ، وَ قَلْبُ الْاَحْمَقِ وَرَأَى لِسَانِهِ.

قَالَ الرَّضِيُّ: وَ هَذَا مِنَ الْمَعَانِي الْعَجِيبَةِ الشَّرِيفَةِ، وَ الْمُرَادُ بِه: اَنَّ الْعَاقِلَ لَا يَطْلُقُ لِسَانَهُ، اِلَّا بَعْدَ مُشَاوَرَةِ الرَّوِيَّةِ وَ مُؤَامَرَةِ الْفِكْرَةِ. وَ الْاَحْمَقُ تَسْبِقُ حَذَقَاتُ لِسَانِهِ وَ

جو منہ میں آتا ہے کہہ گزرتا ہے۔ اس طرح گویا عقلمند کی زبان اس کے دل کے تابع ہے اور بے وقوف کا دل اس کی زبان کے تابع ہے۔

(۴۱)

یہی مطلب دوسرے لفظوں میں بھی حضرتؑ سے مروی ہے اور وہ یہ کہ: بے وقوف کا دل اس کے منہ میں ہے اور عقلمند کی زبان اس کے دل میں ہے۔

بہر حال ان دونوں جملوں کا مقصد ایک ہے۔

(۴۲)

اپنے ایک ساتھی سے اس کی بیماری کی حالت میں فرمایا: اللہ نے تمہارے مرض کو تمہارے گناہوں کو دور کرنے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ کیونکہ خود مرض کا کوئی ثواب نہیں ہے، مگر وہ گناہوں کو مٹاتا اور انہیں اس طرح جھاڑ دیتا ہے جس طرح درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ ہاں! ثواب اس میں ہوتا ہے کہ کچھ زبان سے کہا جائے اور کچھ ہاتھ پیروں سے کیا جائے، اور خداوند عالم اپنے بندوں میں سے نیک نیتی اور پاکدامنی کی وجہ سے جسے چاہتا ہے جنت میں داخل کرتا ہے۔

سید رضی فرماتے ہیں کہ: حضرتؑ نے سچ فرمایا کہ: مرض کا کوئی ثواب نہیں ہے، کیونکہ مرض تو اس قسم کی چیزوں میں سے ہے جن میں عوض کا استحقاق ہوتا ہے۔ اس لئے کہ عوض اللہ کی طرف سے بندے کے ساتھ جو امر عمل میں آئے جیسے دکھ، درد، بیماری وغیرہ، اس کے مقابلہ میں اسے ملتا ہے، اور اجر و ثواب وہ ہے کہ کسی عمل پر اسے کچھ حاصل ہو۔ لہذا عوض اور ہے اور اجر اور ہے۔ اور اس فرق کو امیر المؤمنین علیہ السلام نے

فَلَتَاتُ كَلَامِهِ، مُرَاجَعَةً فِكْرِهِ وَ مُمَاحَصَةً رَأْيِهِ. فَكَانَ لِسَانَ الْعَاقِلِ تَابِعٌ لِقَلْبِهِ، وَ كَانَ قَلْبُ الْأَحْمَقِ تَابِعٌ لِّلِسَانِهِ.

(۴۱) قَدْ رَوَى عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

هَذَا الْمَعْنَى بِلَفْظٍ آخَرَ وَ هُوَ قَوْلُهُ: قَلْبُ الْأَحْمَقِ فِي فِيهِ، وَ لِسَانُ الْعَاقِلِ فِي قَلْبِهِ.

وَ مَعْنَاهُمَا وَاحِدٌ.

(۴۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لِبَعْضِ أَصْحَابِهِ فِي عِلَّةِ اعْتَلَّتْهَا: جَعَلَ اللَّهُ مَا كَانَ مِنْ شَكْوَاكَ حَطًّا لِّسَيِّئَاتِكَ، فَإِنَّ الْمَرَضَ لَا أَجْرَ فِيهِ، وَ لَكِنَّهُ يَحُطُّ السَّيِّئَاتِ، وَ يَحْتُمُّهَا حَتَّ الْأَوْرَاقِ، وَ إِنَّمَا الْأَجْرُ فِي الْقَوْلِ بِاللِّسَانِ وَ الْعَمَلِ بِالْأَيْدِي وَ الْأَقْدَامِ، وَ إِنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ يُدْخِلُ بِصَدَقِ النَّبِيِّ وَ السَّرِيرَةِ الصَّالِحَةِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ الْجَنَّةَ.

وَ أَقُولُ: صَدَقَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: «إِنَّ الْمَرَضَ لَا أَجْرَ فِيهِ»، لِأَنَّهُ مِنْ قَبِيلِ مَا يُسْتَحَقُّ عَلَيْهِ الْعَوَضُ، لِأَنَّ الْعَوَضَ يُسْتَحَقُّ عَلَى مَا كَانَ فِي مُقَابَلَةِ فِعْلِ اللَّهِ تَعَالَى بِالْعَبْدِ مِنَ الْأَلَامِ وَ الْأَمْرَاضِ وَ مَا يَجْرِي مَجْرَى ذَلِكَ. وَ الْأَجْرُ وَ الثَّوَابُ يُسْتَحَقَّانِ عَلَى مَا كَانَ فِي مُقَابَلَةِ فِعْلِ الْعَبْدِ، فَبَيْنَهُمَا فَرْقٌ قَدْ بَيَّنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمَا